ڈاکٹر نصیر احمد اسد، پی ایچ ڈی اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا

ڈاکٹر عبدالمنان چیمہ، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا

ڈاکٹر محمد انصر جاوید گھمن، پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ گفٹ یونیورسٹی گوجرانوالہ

Dr.Naseer Ahmad Asad, PhD Urdu, University of Sargodha.

Dr.Abdul Manan Cheema, PhD Islamic Studies, University of Sargodha.

Dr. M Ansar Javed Ghuman, PhD Uloom e Islamia, Gift University, Gujranwala.

خطہ ءسیالکوٹ میں نعت نگاری کی روایت

TRADITION OF NAATIA POETRY IN SIALKOT REGION

Abstract:

Naat Poetry is written in praise and honor of the Holy Prophet Muhammad (SAW). In this type of poetry, the poet says verses in the praise of the Last Prophet Muhammad (SAW). The Holy Prophet Muhammad (SAW) is a perfect human being. The Praise of Last prophet (SAW) can be seen everywhere in the Holy Quran. The Holy Qur'an is a mirror of the high morals and deeds of the Holy Prophet (SAW). The Prophet Muhammad (SAW) is such a great personality of the world whose attributes and perfections are unique. Sialkot has specific status in Urdu Natia poetry. The poets of Sialkot have contributed a lot in Natia poetry. Sialkot region is one of the most valuable area for Natia poetry. The contribution of the Sialkoti poets has specific status in the field of Natia Poetry. An analysis of Natia poetry tradition in Sialkot region has been presented in this research paper.

Key Words: *Natia Poetry, Honor of Prophet(SAW), Urdu, Tradition, Sialkot.*

رسول کریم ﷺ سے دل و جان سے محبت و عقیدت ہر مسلمان کے ایمان کا مرکز و محور ہے۔ اردو میں نعت ان اشعار کے لئے خاص ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان ممدوحہ میں کہے گئے ہوں۔ رسول کریمؐ انسان کامل ہیں۔ وہ اعلیٰ و ارفع نمونہ ہیں۔ اُن کی مدح و ثنا قرآن مجید میں جا بجا ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و کردار کا آئینہ ہے۔ نبی کریم ﷺ دنیا کی ایسی عظیم المرتبت شخصیت ہیں جن کے اوصاف و کمالات منفرد و مخصوص ہیں۔ نبی کریمؐ کے بارے میں غیر محتاط زبان کا استعمال بے ادبی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔

نعت گوئی کی ابتدا دورِ رسالت ﷺ میں ہی ہوگئی تھی ۔ عربی میں اس کے لیے "مدح" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ نعت گوئی اساسی طور پر مدحت ہے۔ مدحت کی روایت دنیا کے ہر قدیم ادب میں موجود ہے۔رسول کریم ﷺ نے قریشِ مکہ کو ہرزہ سرائی کا جواب دینے کے لیے حضرت حسان بن ثابت کو جوابی اشعار لکھنے کا حکم دیا ۔ حضرت حسان بن ثابت کو شاعرِ رسول ؐ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نعت گوئی نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی مدحت ہے جو دنیا کی ہر بڑی زبان میں کہی گئی ہے۔نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جس تنوع کے ساتھ اردو میں لکھا گیا ہے اس کی مثال کسی دوسری زبان میں تلاش کرنا مشکل ہے۔اردو زبان میں نعت نگاری کی روایت کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔اردو شعراء نے نعت گوئی میں اپنے جوہر دکھا کر عشق رسول ﷺ سے اپنا ایمان منور کیا ہے۔برصغیر پاک و ہند کے خطوں میں اردو کے بڑے بڑے نعت گو شاعر پیدا ہوئے اور نعت نگاری میں نام پیدا کیا۔نعت نگاری کے لحاظ سے سیالکوٹ اہم ترین خطوں میں شمار ہوتا ہے۔پیش نظر مقالہ میں خطہ ءسیالکوٹ میں نعت نگاری کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

مولوی فیروز الدین ڈسکوی حمد و مناجات تو لکھتے لیکن نعت کہنے کی سعادت حاصل نہ کرتے۔ وہ تو مناجات میں بھی اللہ سے نعت کہنے کا سلیقہ مانگتے ہیں۔انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ بہترین لفظوں کے انتخاب کے باوجود بھی نعت کہنے کا حق ادا نہیں کرسکتے۔ذیل کے قطعے میں اسی بات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

کیونکر ہو ثنائے ذات سرمد تحریر
کس طرح ہو نعت پاک احمد تحریر
فیروز یہ منزل ہے بعید اس کو چھوڑ
بہتر ہے کہ کیجئے اپنا مقصد تحریر (۱)

ایک نعتیہ مسدس سے نمونہ ملاحظہ ہو

وہ تو سچا مثل موسیٰ تھا
جو جو اس کے خلاف میں اٹھا
اس کو پکڑا خدا نے پر پکڑا
پھر جہاں میں ملا نہ اس کا پتہ
وہ نبیؐ اک خدا کی قوت تھی

سامنے آئے کس کو جرات تھی؟
ہاتھ اللہ کا تھا دستِ نبیؐ
جس کی ہیبت جہان پر چھائی
وہ بلاشبہ حق کی قوت تھی
ٹھہرا جس کے نہ سامنے کوئی
ٹھہرے کب حق کے سامنے باطل
''جاء الحق و زھق الباطل'' (۲)

خدائے بزرگ و برتر کی حمد کے ساتھ ساتھ ظفر علی خان نے سرور کون و مکانؐ کینعت کے سلسلے کو بھی جاری رکھا اور اعلیٰ پائے کی نعت گوئی میں بلند مقام و مرتبے پر فائز رہے۔ اس حوالے سے ظفر علی خان کا ایک نعتیہ مخمس ''نذر محقر بحضور خواجۂ دوجہاں سرور کون و مکان محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰؐ'' کا ایک بند ملاحظہ ہو:

اے کہ ترا شہود ہے وجۂ کائنات
اے کہ ترا فسانہ ہے زینت محفل حیات
اے کہ تیری ذات میں جمع زمانہ کے صفات
سب ملکی تصرفات سب فلکی تجلیات
سلطنت اک جہاں کی ہے تیری نگاہ التفات (۳)

ظفر کے نعتیہ کلام میں ان کی مشہور نعت ''شمع و حرا'' بڑی دل آویز اور معنوی رفعت میں بے مثال ہے۔ اس نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوندگئی آفاق کے سینہ زاروں میں (۴)

جب ظفر علی خاں امتِ مسلمہ کو ذلت و رسوائی سے دوچار دیکھتے ہیں تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔ اسلام دشمن عناصر جب سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی عظیم خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہو

جاتا ہے۔ ان حالات میں ظفر خاموش تماشائی نہیں بن سکتے۔ وہ رسولِ مکرمؐ کے دربار میں اپنی نظم "التجا بحضور سرورِ کائناتؐ" میں یوں فریاد کناں ہوتے ہیں۔

جاگ او یثرب کے میٹھی نیند کے ماتے کہ آج
لٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں میں تیری امت کا راج
سر چھپانے کا ٹھکانہ بھی انہیں ملتا نہیں
جب کہ ہیبت لے چکی ہے ایک عالم سے خراج
تیرے بچے ہو رہے ہیں ساری دنیا میں ذلیل
کیا نہیں اے قبلہ عالم تجھے بچوں کی لاج
ہم ہیں ننگے سر اٹھ اے شانِ عرب آنِ عجم
اور پہنا دے ہمیں پھر سطوتِ کبریٰ کا تاج
تشنہ کامانِ خلافت کو خود اپنے ہاتھ سے
بھر کے وہ ساغر پلا ہے انگبیں جس کا مزاج
اب دوا سے کام کچھ چلتا نہیں بیمار کا
اب تو ہے تیری دعا ہی تیری امت کا علاج (۵)

علامہ محمد اقبالؒ رسول کریم ﷺ کی ذات سے ذہنی و قلبی وابستگی اور نعت نگاری میں معنویت و اثر انگیزی کے اعتبار سے دوسرے نعت گو شعرا سے منفرد دکھائی دیتے ہیں۔ کلامِ اقبال کا بہت بڑا حصہ نعتیہ مفاہیم کا حامل ہے۔ اقبالؒ بظاہر روایتی نعت گو شاعر نہیں ہیں البتہ ان کا شعری ادب فکری و ذہنی تاثیر کے لحاظ سے بذاتِ خود نعت رسول ﷺ ہے۔ اقبالؒ سیرتِ طیبہ کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام کمالاتِ ظاہر و باطن اور حقیقت و مجاز کی جامع ہے۔ اقبالؒ اپنے اشعار کے ذریعے باور کراتے ہیں کہ اگر تم ذات مصطفیٰ ﷺ تک رسائی حاصل نہ کر سکے تو سمجھ لینا کہ تم دین سے دور ہو۔ کیونکہ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ ہی دین کا مرکز و محور ہے۔ اقبالؒ کے ہاں بہت سارے متفرق اشعار بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ متفرق اشعار اپنی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے لاجواب و بے مثال ہیں۔

کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں (۶)
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب (۷)
قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے (۸)

اقبالؒ کے ہاں نعت کا روایتی انداز نہیں ملتا بلکہ روایت کے تتبع میں کبھی نعت نگاری کبھی نہیں کرتے۔ ان کی فارسی شاعری میں بھی نعتیہ شاعری کے دلنشین نمونے ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ فارسی کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (۹)

غزل میں حمدیہ و نعتیہ اشعار کہنا اردو غزل کی مسلمہ روایت ہے۔ محمد الدین فوق کی بے شمار غزلوں میں حمدیہ و نعتیہ اشعار پائے جاتے ہیں

باغ عالم میں عجب رنگ دکھایا تو نے
درس عرفان ورق گل میں پڑھایا تو نے
طور پر حضرت موسیٰؑ کو جو آیا تھا نظر

مجھ کو ہر رنگ میں وہ جلوہ دکھایا تو نے(۱۰)

یوسف مصر بھی گر آئے زلیخا ہو کر

آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں ترا شیدا ہو کر

مد داے جلوہ نظارہ محبوبِ خدا

آنکھیں بے کار ہوئی جاتی ہیں بینا ہو کر(۱۱)

عشقِ مصطفےٰ ہر مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔اقبال کی طرح امینِ حزیں بھی ایک سچے عاشق رسولؐ ہیں۔ ان کی غزلیات اور نظموں میں نعتیہ رنگ دیکھا جاسکتا ہے۔

دو عالم سے بالا ہے شانِ محمدؐ

بہ روح محمدؐ بہ جانِ محمدؐ

کلام خدا تو ہے وحدت کا دریا

مگر رہگذر ہے زبانِ محمدؐ

وہی شاخِ طوبیٰ پہ ہیں چہچہاتے

جو بلبل کہ ہیں مدح خوانِ محمدؐ

امین کو ہے ''نور علیٰ نور مشعل''

کلام خدا و بیانِ محمدؐ(۱۲)

عشقِ مصطفےٰ ہر مسلمان کے ایمان کا لازمی جزو ہے۔صادق حسینؒ بھی عاشق رسولؐ ہیں اور وہ اپنے اس عشق کا اظہار اپنی نعتیہ شاعری میں کرتے نظر آتے ہیں۔''صحرا کا نبیؐ'' ان کی ایک طویل نعتیہ نظم ہے۔جس میں صادقؔ نے حضورؐ کی سیرت کی تصویر کشی کی ہے۔انہوں نے آپؐ کے آباؤ اجداد' عرب کا ماحول' آپؐ کے بچپن' جوانی اور نبوت کے دور کی عکاسی حقیقت پسندانہ انداز میں کی ہے۔چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نمونہ تھا وہ خود بھی پاکبازی کا شرافت کا

دھیاں رہتا تھا اس کو رات دن حق کی عبادت کا

خدا کی یاد میں اک غار میں مصروف رہتا تھا

ہدایت کی توقع میں وہ ہر تکلیف سہتا تھا

یونہی وہ کر رہا تھا ایک دن یادِ خداوندی
کہ آیا اک فرشتہ لے کر ارشادِ خداوندی
سنا اس نے نہایت غور سے جو کچھ کہا اس نے
کیا یہ ذکر آکر پھر چچا سے اور بیوی سے
نبیؐ ہونے کی دونوں نے' اسے فوراً بشارت دی
بڑھایا حوصلہ اس کا' تسلی دی' اعانت کی(۱۳)

صادق کی نعت نگاری کے حوالے سے "معراج رسولؐ" کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔ جن میں صادق کا اپنا منفرد اسلوب دیکھا جاسکتا ہے۔

گر سر عرش بریں پہنچے مرے پیارے نبیؐ
مدعی مت کر تعجب اس قدر حیراں نہ ہو
رفعتِ اخلاق لے جائے تجھے بھی آن میں
خواہشاتِ نفس سے آلودہ گر داماں نہ ہو
مشکلیں پیدا ہوئیں تیرے خیالِ خام سے
ورنہ کوئی بھی نہیں ہے کام جو آساں نہ ہو(۱۴)

اردو کے دوسرے تمام شاعروں کی طرح اثر صہبائی نے نعتیہ شاعری بھی کہی ہے۔ ان کی یہ شاعری رسمی طور پر ہی نہیں بلکہ اس صنفِ سخن کو دوسری اصنافِ سخن کی طرح سے باقاعدہ اپنایا ہے۔ جس طرح دوسری اصناف میں اثرؔ اقبال سے متاثر ہیں اس طرح اس صنف میں بھی انہوں نے خاصا اثر لیا ہے۔

بقول سید محمد جعفر شاہ ندوی پھلواری:

اثرؔ کے کلام میں جا بجا اقبال کی جھلک نظر آتی ہے اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ اقبال کے افکار سے خاصے متاثر ہیں۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں شعریتِ محسنہ سے اجتناب کیا ہے اور کوشش یہ کی ہے کہ بیان حقائق اور جذبات عشق کی آمیزش سے نعت کا ایک انداز و رنگ پیدا ہو۔(۱۵)

اب اثرؔ کا نعتیہ رنگ ملاحظہ ہو۔ اثرؔ صفاتِ نبویؐ کو بڑے خوبصورت انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں۔

تیرا روئے پاک حق کا آئینہ
چادر مہتاب سے پاکیزہ تر
اسوۂ احسن تیرا خلقِ عظیم
بوئے گل ' آبِ گہر ' نورِ سحر
تیرے سوزِ عشق سے پیغام حق
زندہ تر ' تابندہ تر ' پائندہ تر
تو نے صہبائی کو کیا کچھ دے دیا
عشق حق ' جوشِ جنوں ' حسنِ نظر (۱۶)

نعتوں میں معجزات ' صفات اور اخلاقِ حسنہ کے متعلق لکھتے ہوئے اپنے جذبات دلی اور عشقِ رسولؐ کو بھی پیش کرتے ہیں۔انہیں رسول کریمؐ کے دیدار کی بے حد تمنا تھی جس کا اظہار اپنے نعتیہ شعری مجموعے "بحضور سرور کائناتؐ" کے پسِ منظر میں کرتے ہیں۔

میں اکثر سونے سے پہلے اس خدا نما انسان کی
زیارت کے لیے دعائیں مانگتا ہوں (۱۷)

مضطرؔ نظامی کی شاعری عشق رسولؐ کی آئینہ دار ہے۔انھیں سرور کونین سے خاص عشق تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے اپنی تمام اصنافِ سخن میں کیاہے۔عشقِ رسولؐ ان کی شاعری کی مرکزی روح ہے۔ان کی نعت گوئی بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔اس حوالے سے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں

جمال پاک کو دیکھے بشر کی تاب نہیں
وہ بے نقاب ہوئے پر بھی بے نقاب نہیں
دامنِ امروز میں ہے ہی دولتِ کونین
خوش بخت وہ لوگ ہیں جو غمِ فردا نہیں رکھتے (۱۸)
حرم پاک کی طرف ہے مری جان مضطرؔ
شمع کی طرف سے کیا مانع ہے پروانے کو
مل ہی جائے گا کبھی مضطرؔ حضوری کا شرف

گھر در محبوب پر اپنا بناتے جایئے (۱۹)

ساغر جعفری سچے اور کھرے عاشق رسولؐ تھے۔ ان کی نعتیہ شاعری سے ان کی شمع رسالتؐ سے محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ اپنی نعتیہ شاعری میں ساغر نے حضورؐ کی صداقت و شجاعت اور مقام و مرتبہ کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے نہایت عجز و انکساری سے بارہ گاہِ رسالتؐ میں اپنے جذبات کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ اور حضورؐ کی انسانیت کے لیے تڑپ اور ان تھک کاوشوں پر خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ نعت نگاری کے حوالے سے ساغر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

تخلیق کائنات کا باعث ترا وجود
رونق فزائے عالم امکاں ہے تیرا نام
تاریکیوں میں نور کی قندیل تیری یاد
ظلمت کدے میں سرو چراغاں ہے تیرا نام (۲۰)

حمد کے ساتھ ساتھ طاہر شادانی کی شاعری کا بہت بڑا حصہ نعت گوئی پر بھی مشتمل ہے۔ شادانی نے حالی کی طرح نعت کو مقصدی رنگ دیا ہے۔ انھوں نے عصری مسائل کو نعت میں بیان کر کے اور حضورؐ کی اُمت کی زبوں حالی سے بے چین ہو کر اصلاح حال کی التجا پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

پھر آپؐ کی اُمت پہ مصائب کی ہے یورش
پھر دشمنِ جاں اس کی ہوئی گردش دوراں
دیکھی نہیں جاتی ہے زبوں حالی اُمت
ہو اس پہ نگاہ کرم اے رحمت یزداں (۲۱)

شادانی نے اپنی نعتیہ شاعری میں حالی کے اشعار کے مصرعوں کو تضمین کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

طوفانِ حوادث میں گھرا ہے یہ سفینہ
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں (۲۲)
اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
سنگینی حالات سے دل ڈوب رہا ہے (۲۳)

شادانی کی نعت نگاری میں عشق رسولؐ کا جذبہ جگہ جگہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ عشق رسولؐ کو خون رگ جاں میں شامل کرلیتے ہیں۔ اور عاشق رسول بن جاتے ہی۔ ایک عاشق کے لیے اپنے محبوب کی یاد میں ہی ایسی چیز ہوتی ہے۔ جس میں وہ سکون محسوس کرتا ہے۔

یاد آپؐ کی مرے لیے وجہ قرار جاں
میرا سکون دل مری سرکار آپؐ ہیں (۲۴)

طاہر شادانی کی نعت میں عشق رسولؐ کے جذبے کے بارے میں حفیظ صدیقی رقم طراز ہیں:

طاہر شادانی کا دل حضورؐ سے محبت و عقیدت سے معمور ہے وہ اس محبت کا اظہار جگہ جگہ کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے دل میں حضورؐ کی محبت کے چراغ روشن کر رکھے ہیں اور اس سعادت کے عطا ہونے کے لیے بھی آپ کے ممنون احسان رہتے ہیں۔ (۲۵)

حمد و نعت، اتحاد اُمت، قومیت، دینِ اسلام، اور حالات حاضرہ سعیدہ صبا سیالکوٹی کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں۔ آپ کے دل میں امت مسلمہ کا بہت درد تھا۔ جس کا اظہار ان کے مجموعہ ہائے کلام کے صفحات میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

ان کی نظم میں لطافت و سلاست پائی جاتی ہے۔ وہ کسی بھی تاثر کی منظر نگاری نہایت جاذب پیرائے میں کرنے پر بڑی قدرت رکھتی ہیں۔ حضورؐ سے سچی محبت کی وجہ سے آپ نے متعدد مقدار میں نعتیں لکھیں۔ ایک وقت ایسا تھا جب ان کا مقصود شاعری سے کہیں زیادہ مدحتِ رسول عربیؐ تھا۔ آپ کی شاعری کے بارے میں احسان اللہ ثاقب رقم طراز ہیں:

آپ اپنے منفرد اسلوب میں الفاظ کا جادو جگاتی ہیں اور مشکل سے مشکل مضامین کو بھی آسانی سے ادا کرنے کی مہارت رکھتی ہیں۔ حمد، مناجات، نعت، سلام، قومی واقعات اور گھریلو تقریبات آپ کے دل پسند موضوعات سخن ہیں۔ آپؐ کی شاعری رضائے الٰہی کے حصول، رسولؐ خدا کی خوشنودی، ملی احساس اور معاشرتی فلاح و بہبود کے جذبات سے لبریز ہے۔ (۲۶)

صبا کا نعتیہ کلام ان کے دل سے نکلی ہوئی آواز ہے۔ انھوں نے آیات قرآنی کا سلیس اور سادہ زبان میں منظوم ترجمہ بھی کیا ہے۔ وہ قرآن اور خالق قرآن سے محبت کرتی ہیں۔ وہ عشقِ رسولؐ کا مجسمہ ہیں۔ وہ اس بات کا شعور رکھتی ہیں کہ روح کے سکون کے لیے عشقِ حقیقی اور عشقِ رسولؐ کا ہونا ضروری ہے کچھ نعتیہ اشعار اور منظوم قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

وہ دل جو دور ہیں تجھ سے ترے قریب نہیں
کہیں بھی ان کو حقیقی خوشی نصیب نہیں
تمہارے چاہنے والے اک ایک سے بڑھ کر
کمال یہ ہے کہ کسی کا کوئی رقیب نہیں (۲۷)

آسی ضیائی رام پوری نے اعلیٰ پائے کی نعت گوئی کی ہے۔ ان کی نعتیہ نظموں میں منفرد اسلوب اظہار، ندرت بیان اور فکری و جذباتی اپیل پائی جاتی ہے۔ ایک سچے عاشق رسولؐ ہونے کے ناطے آپ کی تب وتاب اور سوزوساز سے ہم سب کے لیے عمل کا پیغام ہے۔ آپ کی تین نعتیہ نظمیں معذرت نعت، دکھائی اور احتجاج بڑی شہرت کی حامل ہیں۔ آسی محبت کے ساتھ اطاعت رسولؐ کے قائل ہیں کیونکہ اطاعت کے بغیر محبت کی کوئی حقیقت نہیں۔

نعت گو کے لیے لازم ہے محبت اُنؐ کی
اور معیارِ محبت ہے اطاعت اُنؐ کی
جان سے بڑھ کر عزیز اس کو ہو سنت اُنؐ کی
روح تا جسم پہ چلتی ہو حکومت اُنؐ کی
یوں سدا اُنؐ کی رضا جوئی کو بے تاب رہے
جیسے پانی کے لیے ماہی بے آب رہے (۲۸)

نعت گوئی بھی عبدالرحمٰن اطہر سلیمی کی شاعری کا ایک اہم موضوع ہے۔ ان کی غزلوں اور نظموں میں بھی متعدد اشعار دیکھے جاسکتے ہیں۔ جو نعت نگاری، اور عشق رسولؐ کا بہترین نمونہ ہیں۔ کچھ نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:

دل کو خیالِ گلشن بطحا ہے آج کل
پیشِ نظر حضورؐ کا روضہ ہے آج کل

ہر گام مل رہی ہے نئی زندگی مجھے
ہر پل خیال گنبدِ خضرا ہے آج کل (۲۹)

عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کے ساتھ ساتھ اکرام سانبوی کے ہاں عشقِ رسولؐ کے عناصر بھی موجود ہیں۔ اکرامؔ ایک سچے اور کھرے عاشقِ رسولؐ ہیں۔ ان کی نظموں اور غزلوں میں بھی نعتیہ شاعری جابجا ملتی ہے۔ انھوں نے بہت سی نعتیہ نظمیں بھی تخلیق کی ہیں۔ جن میں حضرت محمدؐ کے عشق میں بھیگے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

شاہِؐ شاہانِ اُمم نور ازل کی قندیل
تیرا ہر تار نفس ذاتِ احد کی دلیل
تیرا اِک ایک عمل تابع فرمانِ خدا
تیرا اک ایک قدم جنبش بالِ جبریل
ناصیہ سا تیرے در پر ہوں اٹھا لیجے مجھے
میں ہوں اکرامؔ تیرا، تو میرا آقا و کفیل (۳۰)

ریاض حسین چودھری کی نعت کے تمام استعاروں کا خمیر دین و آئین رسالت کے ساتھ ساتھ عہدِ جدید کے معتبر حوالوں سے اٹھا ہے اور ان میں تقدس بھی ہے اور تازہ کاری بھی۔ انھوں نے نعتیہ شاعری کو آزاد اور پابند نظموں کے وسیع امکانات کے ذریعے نئے آفاق دکھائے ہیں۔ اور غزلیہ انداز کی نعتوں کو جدید اسالیب سے ہم آہنگ کر کے نیا وقار عطا کیا ہے۔ آزاد اور پابند نظموں میں جہاں سیرت کے بیکراں مضامین کا احاطہ کیا ہے وہاں ان کا ہر ہر مصرعہ اور ہر ہر سطر پیرائیہ غزل لیے ہوئے ہے۔ نعتیہ غزلیں شاعر کی جولانیءطبع کی بدولت ایک طرف قصیدہ بنتی نظر آتی ہے۔ تو دوسری طرف ان میں نظم کا تسلسل در آیا ہے۔ نو بہ نور دیفیں اور زمینیں اس پر مستزاد ہیں۔ جذبات و شعریت کا وفور اور گہرا عصری شعور ہر صنف کو آگے ہی آگے بڑھاتا نظر آتا ہے۔ ریاض کی کائنات نعت میں گھر اور وطن کا استعارہ ایک جاندار اور توانا اکائی کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ریاضؔ تاجدار کائناتؐ کی بارگاہِ میں پہنچتے ہیں تو اپنے بچوں اور وطن کی ہواؤں کا سلام بھی حضورؐ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ ریاضؔ کی نعت گوئی میں استغاثے کا انداز نمایاں ہے۔ وہ اپنے انفرادی اور اجتماعی دکھ حضور ﷺ کی عدالت عظمیٰ میں پیش کر کے نظر کرم کا ملتجی ہے۔ ریاض کا اسلوب اردو شاعری میں تمام ترجمالیات سے مستنیز ہے اور اسے جدت و شائستگی کا معیار دیا جا سکتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی ریاض کی نعت نگاری کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

گزشتہ ربع صدی میں ہمارے ہاں نعت نگاری نے بہت فروغ پایا ہے۔ جن شعرا نے اس صنفِ سخن میں ہمیشہ زندہ رہنے والے اضافے کیے ہیں ان میں ریاض چودھری کا نام بوجہ روشن ہے۔ حفیظ تائب اور حفیظ لدھیانوی کی طرح ریاض نے بھی شاعری کا آغاز غزل سے کیا مگر اس کے بعد جب نعت نگاری شروع کی تو غزل کی طرف پلٹ کر نہیں دیکھا۔ ریاض اس دور کا ایک بھرپور نعت نگار ہے۔ بھرپور کا لفظ میں نے جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ ان کے کلام میں محبت کی سرشاری بھی ہے۔ لفظ اور لہجے کی موسیقی بھی ہے اور وہ پھر وہ حدِ ادب بھی ہے۔ جو نعت نگاری کی اولین اور بنیادی شرط ہے۔(۳۱)

ریاض حسین چودھری کا شمار ان بلند ذکر شعرا میں ہوتا ہے۔ جن کا آغاز غزل سے ہوا مگر جب نعت کے چمن زاروں میں پہنچے تو نعت کی صورت میں اپنے عہد کو معتبر کر گئے۔ تغزل ان کے ہاں بیان نہیں ہوتا۔ بلکہ چٹکتی ہوئی کلیوں کی صورت میں پھوٹتا ہے۔ دلوں کے مطلع پر الہام کی صورت اپنے وجود کو ضو بخشتا ہے۔ تغزل تعریف کا محتاج نہیں بلکہ اشعار کی تاثیر انگیزی خود تغزل سے اپنی پہچان ڈھونڈتی ہے۔ ریاض حسین چودھری کے ہاں ایسی ہی بلند پروازی جابجا نظر آتی ہے۔

طلوعِ مہرِ شفاعت سروں پہ چھائے گا
نہیں ہیں خوفزدہ ہمنوا قیامت سے
مشامِ جاں کو معطر کریں گے محشر تک
چنے ہیں پھول سمن زارِ شہرِ رحمت سے(۳۲)

اسلم ملک کے شعری مجموعے میں نعتیہ شاعری بھی شامل ہے۔ حضورؐ کی ذات اور ان کی صفات سے عشق و محبت اسلم ملک کی شاعری کا مرکزی موضوع ہے۔ عشقِ رسولؐ کی موجزن لہریں جابجا ان کی نعتیہ شاعری میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

شہِ دو جہاں کا کرم چاہتا ہوں
سفر اپنا سوئے حرم چاہتا ہوں

دیا ان کا روشن رہے طاقِ دل پر
میں الفت میں ان کا بھرم چاہتا ہوں (۳۳)

اصغر سودائی نے غزل گوئی اور نظم گوئی کے ساتھ ساتھ کافی تعداد میں نعتیں بھی لکھی ہیں۔ وہ اردو شاعری میں بطور نعت گو ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کا نعتیہ مجموعہ "شہِ دوسرا" تعجب انگیز اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ اصغر کے نعتیہ کلام کا آغاز حمد سے ہوتا ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کی توصیف اس کے مختلف اوصاف و صفات کے حوالے سے کی گئی ہے۔ انھیں پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واحد کا جلوہ نظر آتا ہے۔ جس کا اظہار ان کی شاعری میں نمایاں طور پر ملتا ہے۔

دنیا کے اک اک گوشے میں تیرا نور ظہور
غارِ حرا ہو کوہ صفا ہو یا ہو منزل طور
پھول اور کلیاں چاند اور تارے عرش و فرش ہیں تیرے
معجزہ کن کے جلووں سے دونوں جہاں معمور (۳۴)

اصغر سودائی نے نعت کہنے کے لیے غزل کا پیرایہ استعمال کیا ہے۔ ان کی نعت گوئی میں ملی درد جھلکتا ہے۔ ان کے لیے معاشرتی بگاڑ ناقابل برداشت ہے۔ وہ موجودہ اخلاقی قدروں کی پامالی کی ذمہ داری تعلیمات نبوی سے دوری کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں ملت اسلامیہ جس اخلاقی اور تہذیبی زوال سے دوچار ہیں۔ وہ سب آنحضرت کی اتباع نہ کرنے کے وجہ سے ہے۔ انھوں نے اپنی نعتوں سے مسلمانوں کی اصلاح اور تبلیغ کا کام بھی کیا ہے۔ ان کی نعت کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ نبیؐکی شخصیت کے جلال و جمال اور سیرت مطہرہ کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کے الہامی پیغام درخشاں تعلیمات کو بھی شامل کرتے چلے جاتے ہیں۔

نعت کے لیے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ حضورؐ کے ساتھ والہانہ محبت ہو۔ اصغر سودائی نبی اکرمؐ کے ساتھ ہر سچے مسلمان کی طرح غیر معمولی محبت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی نعتوں میں والہیت اور سپردگی بدرجہ اتم موجود ہے۔

ازل کے نور کی تابندگی حسن بدن میں ہے
ابد کے ساز کی آواز ان کے ہر سخن میں ہے
جھلک شاید کہیں دیکھ لی جاتی ہے تجلی کی

کہ بے چینی ہے سورج میں تو بے تابی کرن میں ہے (۳۵)

اصغر کی نعت میں انفرادیت یہ ہے کہ انھوں نے نعت کو وصف رسولؐ کے ساتھ ساتھ تاریخ و عمرانیات سے بھی ہم آہنگ کر دیا ہے۔ عربی زبان سے بھی انھیں شغف ہے۔ عربی الفاظ اور بعض جگہوں پر انھوں نے پورے مصرعے عربی میں استعمال کیے ہیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی سودائی کی اس خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

> ان کی نعت کا اہم پہلو یہ ہے کہ انھیں زبان و بیان پر بڑی قدرت حاصل ہے۔ چند مقامات پر انھوں نے بعض قرآنی آیات ان کے معنی و مفاہیم کو بڑے فنکارانہ انداز میں اپنی نعت میں سمویا ہے۔ اس قدرت کلام نے ان کی نعت کو اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک ممتاز مقام بخشا ہے۔(۳۶)

آثم فردوسی نے اپنے ادبی سفر میں بچوں کے لیے شاعری کی، پھر غزل کی وادیوں میں گھومتے رہے۔ کبھی کبھار حمد و نعت بھی کہہ لیتے لیکن پھر ایک ایسا وقت بھی آیا جب ان کی طبیعت نعت مصطفیٰؐ پر یکسو ہو گئی اور غزل سے ان کی رغبت نہ ہونے کے برابر رہ گئی۔ ان کی نعتیہ شعری مجموعے ''مہمان معلیٰؐ'' سے ''عرشِ رسا'' تک پہنچتے پہنچتے ان کی عقیدت شیفتگی بہت گہری ہو جاتی ہے۔ پھر ان کی تمام ترعقیدتیں عمل میں ڈھلتی نظر آتی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضرت محمدؐ کی ذات کے معتقد ہیں۔ وہ حضورؐ کو اپنا راہبر اور راہنما تصور کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضورؐ کی ذات ساری انسانیت کی محسن ہستی ہیں کیونکہ انھوں نے انسان کو دنیا میں اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ انھوں نے انسان کو دنیا میں مساوات اور انصاف جیسے حقوق بھی عطا کیے۔

کب تک میں خواہشوں کے قفس میں پڑا رہوں۔
اپنا اسیر کر کے مجھے بھی رہائی دے
نقش ہو جائے اگر اسمِ نبیؐ ہر سانس پر
دل مرا روشن رہے چہرہ مرا روشن رہے (۳۷)
محمدؐ کے نقوش پا کے صدقے
سفر دنیا کا آسان ہو گیا ہے (۳۸)
خرد نے جب مجھے پہلا سبق سکھایا

خدا کے بعد محمدؐ کا نام آیا تھا
بھٹک رہا تھا میں جب زندگی کی ظلمت میں
حضورؐ ہی نے مجھے راستہ دکھایا تھا
حضورؐ آئے تو ٹوٹا ستمگروں کا طلسم
بشر نے فخر سے دھرتی پہ سر اٹھایا تھا (۳۹)

نعت کے توسط سے شاعر عشق و سرمستی کی کیفیات رقم کرتا ہے۔ نعت اس کا اظہار فن بھی ہے اور سرمایہ حیات بھی، نمود عجز بھی ہے اور افتخار عشق بھی، آثم مرزا نے بھی اس قافلے میں شامل ہو کر گدائے مصطفیٰؐ بننے کا شرف حاصل کیا ہے۔ آثم نے نعت کے لیے بھی آزاد نظم کا اسلوب اپنایا ہے۔ حضورؐ سے عقیدت و محبت کا اظہار ملاحظہ کیجیے کہ شاعری نعت رسول کہنے کی خواہش رکھتے ہوئے لکھتے وقت کس طرح اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا ہے اور کس طرح اس ادراک کا حوالہ دے رہا ہے کہ انسان مدح رسولؐ کر ہی نہیں سکتا۔

میں اک قطرہ
وہ بحر بیکراں سے بھی فزوں تر ہیں
وہ تخلیق جہاں کے مقصد اعلیٰ کا ہیں شفاف آئینہ
مرے سرکار کا رُتبہ
بیاں ہو کس طرح مجھ سے (۴۰)

حضورؐ کی سیرت کی جھلکیاں آپ کی نعتیہ نظموں میں بھی ہیں اور ان نظموں میں بھی ہیں جو میلاد النبیؐ کے حوالے سے لکھی گئی ہیں۔ انھوں نے جگہ جگہ حضورؐ کی اس دنیا میں تشریف آوری کو انسانیت کو صدیوں کے جبر و استبداد کے چنگل سے نکلنے کی بشارت اور گرداب کے تھپیڑوں کی ماری ہوئی قوم کے لیے زندگی کی نوید قرار دیا ہے۔

یہ آج کا دن
وہ دن ہے یارو
غلام صدیوں کے جبر کی تیرہ دستیوں سے
نجات پا کر
بنے تھے سردار لشکروں کے

بھڑک رہی تھی جو آگ نفرت کے معبدوں میں
وہ آج کے دن بنی تھی گلزار کامرانی
جہان کہنہ کی ظلمتوں کے مہیب زنداں کی سرحدوں سے
بلکتی انسانیت کو پھر سے اماں ملی تھی (۴۱)

نعت نگاری بھی حفیظ صدیقی کی شاعری کا ایک بہت بڑا موضوع ہے۔ ان کے چار شعری مجموعے نعت گوئی پر مشتمل ہیں۔ حفیظ صدیقی کے نعتیہ کلام میں ہیئتی اعتبار سے تنوع پایا جاتا ہے۔ ابتدائی مجموعہ ”لازوال“ غزل کی ہیئت، دوسرا مجموعہ ”لامثال“ غزل اور آزاد نظم کی ہیئت میں تیسرا مجموعہ ”لافانی“ فردیات اور چوتھا نعتیہ مجموعہ ”لاثانی“ یک مصرعی نظموں کی صورت میں لکھا ہے۔ نعت گوئی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے قرآنی افکار، احادیث اور سیرت النبیؐ سے روشناس ہونا بہت ضروری ہے تاکہ معلومات میں کوئی ابہام نہ رہے۔ حفیظ صدیقی کے کلام میں یہ تمام عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ خدا اور رسولؐ سے جو محبت ان کے دل میں اُمڈتی ہے۔ وہ اسے الفاظ کی صورت میں عطا کر کے کاغذ پر اتار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے کلام میں صداقت اور تاثیر ہے۔ علاوہ ازیں ان کی نعتوں میں محبت، عقیدت، خلوص اور تخیل کی بلندی بھی پائی جاتی ہے۔

کبھی نہ آیا جگ میں کوئی تیرےؐ جیسا
صورت میں بے مثل تو سیرت میں بھی یکتا
نہیں ہے کوئی جہاں میں جو تیرےؐ جیسا ہو
زمانے بھر میں نہیں کوئی بھی مثال ترئؐ
شعر کہنے کا ہنر اس نے دیا جو مجھ کو
کام لیتا تھا محمدؐ کی ثناخوانی کا (۴۲)

علمی و دینی گھرانے کی بنا پر حفیظ الرحمٰن احسن کو حمدیہ اور نعتیہ شاعری سے خاص شغف ہے۔ حمدیہ و نعتیہ شاعری ان کے اسلوب کا خاص وصف ہے۔ اس فن میں ان کا جذبہ اور خلوص دونوں پاکیزہ اور کامل نظر آتے ہیں۔ انھوں نے حمدیہ اور نعتیہ شاعری زیادہ تر غزل کی ہیئت میں کی ہے۔ احسن کی متعدد حمدیہ غزلوں میں مناجات کا رنگ نمایاں ہے جس میں وہ بڑی عاجزی اور انکساری سے اللہ تعالیٰ سے طلب رحمت کرتے نظر آتے ہیں۔

تیری رحمت کا آسرا چاہوں
اور پھر اس کے بعد کیا چاہوں
تیری چوکھٹ پہ جا کر بیٹھ رہوں
قرب کا تیرے سلسلہ چاہوں (۴۳)

حفیظ الرحمان احسن سچے عاشقِ رسولؐ بھی ہیں۔ اپنے بے پایاں عشق کا اظہار انھوں نے اپنی نعتیہ شاعری میں انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ کیا ہے۔ وہ حضورؐ کی ثنا کے لیے الفاظ کا چناؤ بڑے سوچ بچار کے بعد کرتے ہیں۔ وہ واقعات اور مناظر کی تصویر کشی اس طرح کرتے ہیں۔ کہ قاری پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

گونجا ہوا ہے ان کا ترانہ مکاں مکاں
دہرا رہی ہے ان کا فسانہ اذاں اذاں
ہے جلوہ گاہِ طور کا عالم وہاں وہاں
پہنچا ہے ان کا نورِ نبوت جہاں جہاں
آئے جب آپؐ پھیلے اُجالے اُفق اُفق
ہر منظر جمال تھا پہلے دھواں دھواں (۴۴)

اطہرؔ صدیقی کی شاعری کا بڑا موضوع عظمت انسان ہے۔ وہ اپنی شاعری میں حضورؐ کی ذات اقدس کے شیدائی نظر آتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت محمدؐ کی ہستی عظمت انسان کی علامت ہے۔ اور وہی مثالی انسان کا نمونہ ہیں۔ انھوں نے نعت میں ہی نہیں بلکہ اپنی نظم اور غزل میں بھی عظمتِ انسان کی حقیقت کا اظہار کیا ہے۔

ذرے ذرے سے پوچھ دیکھا ہے
دشت در دشت کون رہتا ہے
کون رہتا ہے لا مکاں میں اب
کس کی رعنائیوں کا چرچا ہے (۴۵)

حوالہ جات

۱-مولوی فیروز الدین ’’پچاس مذہبی سوالات کے جواب‘‘ ،ص:۱
۲۔ ’’رسالہ انجمنِ حمایتِ اسلام‘‘ جون ۱۸۹۴ء، ص:۶

۳۔ ظفر علی خان، ''کلیاتِ ظفر علی خان'' (بہارستاں)، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۷ء، ص:۲۴
۴۔ ایضاً ' ص:۱۳
۵۔ مولانا ظفر علی خان، ''بہارستان''، لاہور، مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ، ۲۰۰۸ء، ص:۲۳
۶۔ ڈاکٹر محمد اقبال، کلیاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۲۳۷
۷-ایضاً، ص:۸
۸۔ ایضا، ص:۲۳۳
۹۔ ایضاً، ارمغانِ حجاز، ص:۶۲
۱۰۔ محمد دین فوق، کلامِ فوق، ص:123
۱۱۔ ایضاً، ص:۱۳۵
۱۲۔ امینِ حزیں، ''سرودِ سرمدی''، ص:۳۲
۱۳۔ صادق حسین، ''برگ سبز''، لاہور، ۱۹۷۷ء ص:۱۱-۱۲
۱۴۔ ایضاً، ص:۸
۱۵۔ سید محمد جعفر شاہ، ''مقدمہ''، مشمولہ، ''بحضور سرورِ کائناتؐ'' از اثر صہبائی، لاہور، انجمن حمایتِ اسلام، س۔ ن، ص:۲۴
۱۶۔ اثر صہبائی، ''حضور سرورِ کائناتؐ''، ص:۳۵
۱۷۔ ایضاً، ص:۳۹
۱۸۔ مضطر نظامی، ''مسودہ نقش حیات''، ص:۱۸۷، ۱۸۲
۱۹۔ ایضاً
۲۰۔ ساغر جعفری، ''جامِ مودت''، سیالکوٹ، اردو ادب اکیڈمی، ۱۹۹۷ء، ص:۳۶
۲۱۔ طاہر شادانی، ''شعلہ نمناک''، لاہور، ایوانِ ادب، ۲۰۰۰ء، ص:۴۸
۲۲۔ ایضاً، ص:۴۸
۲۳۔ ایضاً، ص:۴۹
۲۴۔ ایضاً، ص:۴۰

۲۵۔ پروفیسر حفیظ صدیقی، ''طاہر شادانی کی نعتیہ شاعری''، مشمولہ ''تحریریں''، نعت نمبر،۱۷، اگست ۱۹۹۷ء، ص: ۴۱

۲۶۔ احسان اللہ ثاقب، ''پاکیزہ افکار کا آفتاب''، مشمولہ ''گلدستۂ صبا''، از سعیدہ صبا سیالکوٹی، لاہور، ۱۹۹۶ء: ص: ۱۲

۲۷۔ سعیدہ صبا سیالکوٹی، ''گلدستۂ صبا'': ص: ۳۵

۲۸۔ آسی ضیائی رامپوری، مشمولہ ''ماہنامہ صبح نو''، لاہور: جولائی ۱۹۶۹ء، ص: ۱۸

۲۹۔ اطہر سلیمی، ''مسودہ نمبر ا''، ص: ۷۵

۳۰۔ اکرام سانبوی، ''مسودہ نمبر ا''، ص: ۸۸

۳۱۔ احمد ندیم قاسمی، (سرورق)، ''زرِ معتبر

۳۲۔ ریاض حسین چودھری، ''خلدِ سخن''، لاہور، القمر انٹرپرائزز، ۲۰۰۹ء، ص: ۵۸

۳۳۔ اسلم ملک، ''خواب اور خوشبو''، ص: ۴۹

۳۴۔ اصغر سودائی، ''شہ دوسرا''، سیالکوٹ، بزم رومی اقبال، ۱۹۸۹ء، ص ۱۵

۳۵۔ ایضاً، ص: ۲۵

۳۶۔ تحسین فراقی، ''اصغر سودائی کی نعت گوئی''، مشمولہ ''شہِ دوسرا''

۳۷۔ آثم فردوسی، ''عرش رسا''، لاہور، حلقہ حروف احباب، ۱۹۹۶ء، ص: ۳۲، ۳۱

۳۸۔ ایضاً، ص: ۴۸

۳۹۔ ایضاً، ص: ۵۲

۴۰۔ آثم مرزا، ''نعت'' مشمولہ ماہنامہ ''اظہار''، کراچی، شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء، ص: ۴

۴۱۔ آثم مرزا، ''نعت'' مشمولہ روزنامہ ''جسارت''، کراچی، ۳۱ جنوری ۱۹۸۸ء، ص: ۵

۴۲۔ حفیظ صدیقی، ''لا فانی''، (مسودہ)، ص: ۴۲

۴۳۔ حفیظ الرحمن، ''موجِ سلسبیل'' (غیر مطبوعہ)، ص: ۱۹

۴۴۔ ایضاً، ص: ۳۸

۴۵۔ اطہر صدیقی، ''ذوقِ سفر''، لاہور، صدیقی پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص: ۳۱